غیرت کے نام پر قتل اور قصاص ودیت: پاکستانی قانونی نظام کا تنقیدی جائزہ

Honour Killing and Qisas and Diyat: A Critical Review of Pakistan's Legal System

Khadija Asghar
MPhil Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT, RYK
Email: khadijaasghar104@gmail.com
Dr. Mazhar Hussain Bhadroo
Assistant Professor of Islamic Studies, IHA, KFUEIT, RYK
Email: mazhar.hussain@kfueit.edu.pk
Dr. Muhammad Shahid Habib
Assistant Professor of Islamic Studies, IHA, KFUEIT, RYK
Email: shahid.habib@kfueit.edu.pk

Abstract

Honour killing is commonly justified in the name of protecting family honour; however, in legal terms, it constitutes intentional murder. The complexity of this offence increases when both the offender and the victim belong to the same family, and the victim's legal heirs are also empowered to waive the right of *Qisas* or enter into a compromise through *Diyat*. This article examines this tension: on the one hand, the Islamic and legal framework of *Qisas* and *Diyat* grants the heirs of the victim the rights of retribution, forgiveness, and compromise; on the other hand, the State has a responsibility not to allow such killings to be treated merely as private disputes, particularly when they create social fear, reinforce gender-based oppression, and disturb public order.

This research is based on a qualitative, documentary, and critical legal methodology. It analyses the Qur'an and Sunnah, Sections 299, 302, 305, 306, 309, 310, 311, and 338-E of the Pakistan Penal Code, Section 345 of the Code of Criminal Procedure, the legal amendments introduced in 2004 and 2016, selected judicial decisions, and reports of the Human Rights Commission of Pakistan.

The study finds that the 2016 amendment brought honour killing within the scope of *Fasad-fil-Arz* and prescribed life imprisonment under Section 311, thereby significantly limiting the previous effect of family pardon. However, the effectiveness of the law depends on the prosecution's ability to prove the motive behind the killing, the police correctly classifying the incident instead of treating it as suicide or an ordinary murder, the availability of witness protection, and the courts

effectively enforcing the rights of the State and society despite any private compromise.

Keywords: Honour killing, Qisas, Diyat, wali, pardon, compromise, Fasad-fil-Arz, Section 311, intentional murder, Pakistani law

1. تعارف

پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل ایک ایسا جرم ہے جس کے بیان میں زبان خود کبھی کبھی جرم کو چھپا دیتی ہے۔ جب قتل کے ساتھ لفظ 'غیرت' جوڑ دیا جاتا ہے تو قاتل کا دعویٰ مرکز میں آ جاتا ہے اور مقتول کی زندگی، مرضی اور قانونی شخصیت پس منظر میں چلی جاتی ہے۔ قانونی نقطۂ نظر سے خاندان کی ناراضی، پسند کی شادی، شادی سے انکار، طلاق کا مطالبہ، مبینہ تعلق یا محض شبہ کسی شخص کو جان لینے کا اختیار نہیں دیتا۔ آئینِ پاکستان کی دفعہ 9 زندگی اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے، جبکہ دفعہ 8 ایسے رسم ورواج کو بے اثر قرار دیتی ہے جو بنیادی حقوق سے متصادم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ عدالتِ عظمیٰ نے محمد اکرم خان بنام ریاست میں دوٹوک الفاظ میں قرار دیا کہ غیرت کے نام پر جان لینا نہ قانون کی رو سے جائز ہے نہ مذہب کی رو سے؛ یہ سادہ طور پر قتلِ عمد ہے(PLD 2001 SC 96)۔

اس موضوع کی اصل قانونی گرہ قصاص و دیت کے باب میں سامنے آتی ہے۔ قتلِ عمد میں حقِ قصاص مقتول کے اولیاء کو منتقل ہوتا ہے۔ وہ مخصوص قانونی شرائط کے تحت قصاص معاف کرسکتے ہیں یا بدلِ صلح قبول کرسکتے ہیں۔ عام حالات میں یہ اختیار اسلامی قانون کے رحمت، مصالحت اور انفرادی حق کے پہلو کی نمائندگی کرتا ہے، مگر غیرت کے نام پر قتل میں یہی خاندانی ساخت غیر معمولی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ قاتل اکثر مقتول کا باپ، بھائی، شوہر یا دوسرا قریبی رشتہ دار ہوتا ہے؛ باقی ورثاء اسی خاندان، معاشی انحصار اور سماجی دباؤ کا حصہ ہوتے ہیں۔ نتیجتاً معافی آزادانہ قانونی فیصلہ کم اور خاندانی حکمتِ عملی زیادہ بن سکتی ہے۔ 2004ء اور پھر 2016ء کی ترامیم اسی 'معافی کے راستے' کو محدود کرنے کی کوشش تھیں۔

2. مسئلۂ تحقیق، مقاصد اور سوالات

تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ قانونی اصلاحات کے باوجود غیرت کے نام پر قتل جاری ہے اور دستیاب اعداد و شمار مکمل تصویر فراہم نہیں کرتے۔ HRCP کی 2023ء کی رپورٹ میں ذرائع ابلاغ کی نگرانی کی بنیاد پر کم از کم 226 خواتین کو نام نہاد غیرت کے جرائم کا شکار بتایا گیا، جبکہ 2024ء کے بارے میں HRCP نے کم از کم 405 غیرت کے نام پر قتل رپورٹ کیے۔ ان اعداد کا براہِ راست تقابل احتیاط چاہتا ہے، کیونکہ مختلف برسوں

میں ڈیٹا کا ماخذ، اکائی اور صنفی درجہ بندی یکساں نہیں؛ تاہم یہ دونوں اعداد اتنا ضرور دکھاتے ہیں کہ 2016ء کی سخت ترترمیم کے بعد بھی مسئلہ ختم نہیں ہوا (HRCP2024؛ HRCP، 2025)۔

اس مقالے کے مقاصد یہ ہیں: قصاص، دیت، ولی، عفو، صلح اور فساد فی الارض کے تصورات کو غیرت کے نام پر قتل کے تناظر میں واضح کرنا؛ پاکستانی قانون کے تاریخی ارتقا اور موجودہ دفعات کا تنقیدی جائزہ لینا؛ عدالتی تعبیر میں آنے والی تبدیلی کا مطالعہ کرنا؛ قانون اور عملدرآمد کے درمیان خلا کی نشان دہی کرنا؛ اور ایسی اصلاحی تجاویز دینا جو اسلامی اصولِ عدل، آئینی حقِ حیات اور مؤثر فوجداری انصاف میں ہم آہنگی پیدا کریں۔

3. منہجِ تحقیق اور حدودِ مطالعہ

یہ تحقیق معیاری اور دستاویزی نوعیت کی ہے۔ بنیادی مصادر میں قرآن مجید، منتخب احادیث، آئینِ پاکستان، تعزیراتِ پاکستان، ضابطۂ فوجداری، فوجداری قوانین میں 2004ء اور 2016ء کی ترامیم اور سپریم کورٹ کے منتخب فیصلے شامل ہیں۔ ثانوی مصادر میں HRCP کی سالانہ رپورٹس، LUMS Law Journal اور پنجاب یونیورسٹی کے تحقیقی مجلات میں شائع شدہ مطالعات اور موضوع سے متعلق علمی کتب و مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ قانونی متن کو لفظی تشریح تک محدود رکھنے کے بجائے اس کے مقصد، تاریخی پس منظر، عدالتی استعمال اور سماجی اثر کو ملا کر پڑھا گیا ہے۔ آن لائن قانونی و شماریاتی مواد کی آخری جانچ 15 جولائی 2026ء تک کی گئی۔

تحقیق کی ایک اہم حد یہ ہے کہ پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کا کوئی یکساں، مکمل اور عوامی قومی ڈیٹا بیس دستیاب نہیں۔ پولیس، میڈیا مانیٹرنگ، صوبائی محکموں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے اعداد مختلف تعریفوں اور طریقۂ جمع آوری پر مبنی ہوتے ہیں۔ بعض واقعات خودکشی، حادثہ، لاپتا ہونے یا عام قتل کے عنوان سے درج ہوتے ہیں؛ بعض سرے سے رپورٹ نہیں ہوتے۔ اس لیے یہاں اعداد کو قطعی شرحِ وقوع کے بجائے مسئلے کی موجودگی اور رپورٹنگ کے تفاوت کے اشاریے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ فیلڈ سروے یا مقدمات کی مقداری شماریاتی جانچ کا دعویٰ نہیں کرتا۔

4. قصاص اور قتلِ عمد

قصاص لغوی طور پر برابر بدلہ یا پیروی کے معنی رکھتا ہے۔ فوجداری قانون میں اس سے مراد جرم کے متناسب بدلے کا وہ منضبط حق ہے جو عدالت اور قانون کے ذریعے نافذ ہوتا ہے، ذاتی انتقام کے ذریعے نہیں۔ قرآن مجید نے قتل کے مقدمے میں قصاص کا حکم دیتے ہوئے معافی اور معروف طریقے سے دیت کی ادائیگی کا راستہ بھی

رکھا (البقرۃ 2:178)۔ اس ترتیب سے تین اصول سامنے آتے ہیں: انسانی جان کی حرمت، سزا میں تناسب، اور مصالحت کی گنجائش۔ ان میں سے کوئی اصول فرد کو خود منصف، گواہ اور جلاد بننے کی اجازت نہیں دیتا۔

تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 299 مختلف اصطلاحات کی تعریف کرتی ہے، جبکہ دفعہ 300 قتلِ عمد کی ساخت بیان کرتی ہے۔ دفعہ 302 کے تحت قتلِ عمد کی سزا قصاص کے طور پر سزائے موت، تعزیر کے طور پر سزائے موت یا عمر قید، اور مخصوص حالات میں دوسری تعزیری صورت ہو سکتی ہے۔ 2016ء کی ترمیم نے یہ واضح کیا کہ جہاں فساد فی الارض کا اصول متوجہ ہو، وہاں دفعہ 302(ج) کی نسبتاً نرم صورت استعمال نہیں ہو گی۔ چونکہ غیرت کے نام پر قتل کو فساد فی الارض کی تعریف میں شامل کر دیا گیا، اس لیے اسے جذباتی اشتعال یا خاندانی معاملہ کہہ کر کم تر درجے میں منتقل کرنے کا راستہ قانونی طور پر مزید محدود ہو گیا۔

5. دیت، عفو اور بدلِ صلح

دیت وہ مالی معاوضہ ہے جو قانون میں متعین شرائط کے مطابق مقتول کے ورثاء کو دیا جاتا ہے۔ عفو یا معافی میں ولی بلاعوض حقِ قصاص چھوڑ سکتا ہے، جبکہ صلح میں فریقین بدلِ صلح پر متفق ہو سکتے ہیں۔ تعزیراتِ پاکستان کی دفعات 309 اور 310 ان صورتوں کو منظم کرتی ہیں۔ یہ اختیارات بے قاعدہ نہیں: عدالت کو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ معافی یا صلح معتبر، رضاکارانہ اور قانون کے مطابق ہے۔ نابالغ یا مجنون ولی، ملزم کا بطور ولی مفاد، اور بدلِ صلح کے طور پر عورت دینے جیسی صورتوں کے لیے قانون حفاظتی شرائط قائم کرتا ہے۔

غیرت کے نام پر قتل میں عفو و صلح کا تنقیدی پہلو یہ ہے کہ مقتول کی آواز ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہوتی ہے، جبکہ اس کے حقوق کی نمائندگی وہی خاندان کرتا ہے جس کے اندر جرم پیدا ہوا۔ اگر بھائی نے بہن کو قتل کیا تو والدین ایک طرف مقتولہ کے وارث اور دوسری طرف ملزم کے والدین ہوتے ہیں۔ معاشی انحصار، برادری کی مداخلت اور خاندان کو 'بچانے' کی خواہش قانونی رضامندی کو متاثر کر سکتی ہے۔ اسی بنا پر محض یہ کہنا کافی نہیں کہ ورثاء نے معاف کر دیا؛ عدالت کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا جرم نے فساد فی الارض، عوامی امن اور آئینی حقِ حیات کو متاثر کیا ہے۔

6. ولی اور مفادات کا تصادم

دفعہ 305 کے مطابق قتل کے مقدمے میں ولی عمومی طور پر مقتول کے شخصی قانون کے مطابق وارث ہوتا ہے، لیکن غیرت کے نام پر قتلِ عمد میں ملزم یا مجرم کو ولی کے دائرے سے خارج کیا گیا ہے۔ یہ ترمیم اس واضح مفادات کے تصادم کو ختم کرتی ہے جس میں قاتل خود مقتول کے حقِ قصاص پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔ دفعہ 306 بھی

ان صورتوں کا تعین کرتی ہے جہاں قصاص نافذ نہیں ہو سکتا، مگر قصاص کا عدم نفاذ بریت کے مترادف نہیں۔ تعزیری سزا اور خصوصاً دفعہ 311 کا ریاستی اختیار اپنی جگہ باقی رہتا ہے۔

7. فساد فی الارض اور حقِ عامہ

فساد فی الارض کا تصور پاکستانی قانون میں اس بات کا ذریعہ ہے کہ قتل کو صرف مقتول اور قاتل کے درمیان نجی معاملہ نہ سمجھا جائے۔ 2016ء کی ترمیم نے دفعہ 299 میں اس کی تعریف وسیع کر کے سابقہ مجرمانہ طرزِ عمل، سابقہ سزا، جرم کے وحشیانہ یا عوامی ضمیر کو جھنجھوڑنے والے انداز، معاشرے کے لیے ممکنہ خطرے اور غیرت کے نام یا بہانے سے کیے گئے جرم کو شامل کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خاندانی معافی حقِ قصاص کو تو متاثر کر سکتی ہے، مگر جرم کے اجتماعی اثر اور ریاستی تعزیر کو لازماً ختم نہیں کرتی۔

8. اسلامی اصول اور غیرت کے نام پر قتل

اسلامی نصوص انسانی جان کو بنیادی حرمت دیتی ہیں۔ قرآن کا حکم ہے: 'اور اس جان کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے ناحق قتل نہ کرو' (الاسراء 17:33)۔ سورۃ المائدہ میں ایک ناحق قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مانند قرار دیا گیا (المائدہ 5:32)۔ یہ نصوص اس مفروضے کو رد کرتی ہیں کہ خاندان کا وقار کسی شخص کی جان سے زیادہ اہم ہو سکتا ہے۔ عزت کی حفاظت قانون، اخلاق، نصیحت اور جائز عدالتی طریقے سے ہو گی؛ قتل کے ذریعے نہیں۔

یہاں جرم اور گناہ کا فرق بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی شخص کے اخلاقی رویے پر شبہ، سوشل میڈیا پر تصویر، پسند کی شادی یا ازدواجی اختلاف، قتل کا ثبوت نہیں بنتا۔ زنا جیسے الزام کے لیے بھی شریعت نے سخت ثبوت اور قذف کی ذمہ داری مقرر کی ہے (النور 24:4)۔ جب محض گمان پر قتل کیا جاتا ہے تو قاتل نہ صرف عدالت کا اختیار چھینتا ہے بلکہ الزام، شہادت، دفاع اور اپیل کے تمام مراحل ختم کر دیتا ہے۔ یوں نام نہاد غیرت دراصل عدل کے ہر تقاضے کی نفی بن جاتی ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں مسلمان کے خون کی حرمت واضح کی گئی ہے اور سزا کے نفاذ کو منظم قانونی و اجتماعی اختیار سے وابستہ سمجھا گیا ہے (صحیح البخاری، کتاب الدیات؛ صحیح مسلم، کتاب القسامہ)۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی نبوی ہدایت بھی اس ثقافتی تصور کی تردید کرتی ہے جو عورت کو خاندان کی ملکیت سمجھتا ہے۔ اسلامی غیرت خود ضبطی، حدود کی پاسداری اور اہلِ خانہ کی اخلاقی خیر خواہی ہے؛ غصہ، ملکیت اور تشدد اس کا متبادل نہیں۔

9. پاکستان میں قانونی ارتقا

نو آبادیاتی ورثہ اور اشتعال کا دفاع

برطانوی دور کے قانونِ قتل میں 'شدید اور اچانک اشتعال' سزا میں تخفیف کا سبب بن سکتا تھا۔ بعد کے پاکستانی عدالتی عمل میں بھی بعض مقدمات میں مبینہ جنسی بے وفائی یا خاندانی وقار کو اشتعال کے طور پر دیکھا گیا۔ اس طرزِ استدلال کا نقصان یہ تھا کہ مقتول کے طرزِ عمل پر غیر معمولی توجہ اور قاتل کے غصے کو قانونی ہمدردی ملتی رہی۔ وستی کے تاریخی جائزے کے مطابق 1990ء کے قصاص و دیت قانون میں غیرت یا اشتعال کی مستقل رعایت موجود نہ ہونے کے باوجود بعض عدالتوں نے دفعہ 338-ایف کی تعبیر کے ذریعے پرانے تصورات کو نئی قانونی ساخت میں داخل کیا Wasti، 2010۔

قصاص و دیت کی شمولیت

فیڈریشن آف پاکستان بنام گل حسن خان (PLD 1989 SC 633) کے بعد قتل اور جسمانی ضرر کے قوانین کو اسلامی احکام سے ہم آہنگ کرنے کا عمل تیز ہوا اور فوجداری قانون (دوسری ترمیم) آرڈیننس 1990ء کے ذریعے قصاص و دیت کی دفعات تعزیراتِ پاکستان میں شامل ہوئیں۔ بعد میں انہیں 1997ء میں مستقل قانونی صورت ملی۔ اس تبدیلی نے قتل میں اولیاء کے حق کو تسلیم کیا، لیکن غیرت کے جرائم میں خاندانی تعلق کی مخصوص نوعیت کے باعث ایک عملی خلا نمایاں ہوا: قاتل اور معاف کرنے والے اکثر ایک ہی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔

فوجداری قانون (غیرت کے نام یا بہانے سے جرائم) ترمیمی ایکٹ 2016ء

2016ء کی ترمیم کا فوری پس منظر یہ ادراک تھا کہ سابقہ قانون خاندانی معافی کے ذریعے سزا سے بچنے کا راستہ پوری طرح بند نہیں کر سکا۔ ایکٹ XLIII آف 2016 نے غیرت کے نام پر جرم کو دفعہ 299 میں فساد فی الارض کی تعریف کا صریح حصہ بنایا؛ دفعہ 302(ج) کے اطلاق کو فساد فی الارض میں روکا؛ دفعات 309 اور 310 کے تحت معافی و صلح کو دفعہ 311 کے تابع کیا؛ اور دفعہ 311 کو بدل کر یہ مقرر کیا کہ اگر جرم غیرت کے نام یا بہانے سے کیا گیا ہو تو سزا عمر قید ہو گی۔ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ 345 اور شیڈول دوم میں بھی متعلقہ تبدیلیاں کی گئیں (قومی اسمبلی پاکستان، 2016)۔

اس ترمیم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے قانون کا اخلاقی اور تعزیری پیغام واضح کر دیا: خاندان کی معافی جرم کو معمولی نہیں بنائے گی۔ تاہم متن میں لفظ 'اگر' ایک نئی ذمہ داری بھی پیدا کرتا ہے۔ عمر قید کی

خصوصی سزا اسی وقت متوجہ ہو گی جب عدالت اس نتیجے تک پہنچے کہ جرم واقعی غیرت کے نام یا بہانے سے ہوا۔ اگر ایف آئی آر، تفتیش یا فردِ جرم میں محرک کو درست طور پر محفوظ نہ کیا جائے، یا گواہ خاندانی دباؤ میں منحرف ہو جائیں، تو مقدمہ عام قتل کے طور پر چل سکتا ہے اور ترمیم کا مقصد کمزور پڑ سکتا ہے۔

موجودہ قانونی ڈھانچے کا خلاصہ

قانونی دفعہ	بنیادی موضوع	غیرت کے قتل سے تعلق
299(ee)	فساد فی الارض کی تعریف	غیرت کے نام یا بہانے سے جرم کو صریح طور پر شامل کرتی ہے۔
302	قتلِ عمد کی سزا	فساد فی الارض میں نسبتاً نرم شق (ج) کا راستہ محدود ہوتا ہے۔
305	ولی کی تعیین	غیرت کے قتل میں ملزم یا مجرم ولی نہیں بن سکتا۔
309	قصاص کی معافی	فساد فی الارض کی صورت میں معافی دفعہ 311 کے تابع ہے۔
310	بدلِ صلح پر مرکب کرنا	صلح بھی دفعہ 311 کی ریاستی تعزیر کو ختم نہیں کرتی۔
311	معافی / صلح کے بعد تعزیر	غیرت کے نام یا بہانے سے قتل میں عمر قید مقرر کرتی ہے۔
338-ای	عدالتی اطلاق	فساد فی الارض میں عدالت کو تعزیری سزا نافذ کرنے کی ذمہ داری دیتا ہے۔
CrPC 345	جرم کی صلح	قتلِ عمد کی صلح کو دفعہ 311 اور عدالتی منظوری کے تابع رکھتا ہے۔

ماخذ: تعزیراتِ پاکستان 1860ء، ضابطۂ فوجداری 1898ء، اور ایکٹ XLIII آف 2016ء۔

10. عدالتی رویہ اور منتخب نظائر

عدالتی تعبیر میں تبدیلی اور باقی ابہام

عدالتی رویے میں مجموعی تبدیلی دیکھی جاسکتی ہے: پرانے مقدمات میں اشتعال یا خاندانی وقار کو تخفیف کا باعث بنانے کا رجحان تھا، جبکہ جدید اعلیٰ عدلیہ نام نہاد غیرت کو قانونی دفاع تسلیم کرنے کے بجائے اسے قتل کا

محرک اور بعض اوقات فساد فی الارض سمجھتی ہے۔ پھر بھی ہر مقدمے میں قانون کا اطلاق شہادت سے بندھا ہے۔ عدالت سماجی علم کی بنیاد پر سزا نہیں دے سکتی؛ استغاثہ کو قتل، ملزم کی شرکت اور غیرت کے محرک کو قابلِ قبول شہادت سے ثابت کرنا ہوتا ہے۔ یہی مقام ہے جہاں قانون کی سختی تفتیش کے معیار پر منحصر ہو جاتی ہے۔

دستیاب اعداد و شمار اور ان کی قانونی معنویت

مدت	رپورٹ شدہ عدد	اکائی / دائرہ	احتیاط
2023ء	کم از کم 226	HRCP میڈیا مانیٹرنگ میں غیرت کے جرائم کی متاثرہ خواتین	صرف رپورٹ شدہ / میڈیا تک پہنچنے والے واقعات
2024ء	کم از کم 405	HRCP کی قومی رپورٹ / اعلامیے میں غیرت کے نام پر قتل	تعریف اور صنفی تقسیم 2023ء سے یکساں نہیں
خیبر پختونخوا 2024ء	124 خواتین، 77 مرد	صوبائی پولیس کے مطابق متاثرین	یہ قومی مجموعہ نہیں؛ صوبائی پولیس ڈیٹا ہے

ماخذ: انسانی حقوق کمیشن پاکستان، State of Human Rights in 2023 اور State of Human Rights in 2024۔

یہ اعداد قانون کی ناکامی کا سادہ پیمانہ نہیں۔ سخت قانون کے بعد بہتر رپورٹنگ تعداد بڑھا بھی سکتی ہے، جبکہ کم تعداد جرم میں حقیقی کمی کے بجائے کم رپورٹنگ کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ قانونی مؤثریت جانچنے کے لیے صرف واقعات نہیں بلکہ ایف آئی آر، درست دفعات کا اندراج، چالان، صلح کی درخواستیں، دفعہ 311 کا استعمال، سزایابی، اپیل اور مقدمے کی مدت کا باہم مربوط ڈیٹا درکار ہے۔ فی الحال ایسا قومی سلسلہ دستیاب نہ ہونے سے پالیسی سازی اندازوں پر منحصر رہتی ہے۔

HRCP کی 2024ء کی رپورٹ میں خیبر پختونخوا پولیس کے اعداد کے مطابق 124 خواتین اور 77 مرد غیرت کے قتل کا شکار ہوئے۔ یہ مثال دو باتیں واضح کرتی ہے۔ پہلی یہ کہ خواتین غیر متناسب طور پر متاثر ہوتی ہیں؛ دوسری یہ کہ مرد متاثرین کو نظر انداز کرنا بھی درست نہیں۔ پسند کی شادی یا مبینہ تعلق میں دونوں فریق نشانہ بن

سکتے ہیں۔ قانون اور ڈیٹا نظام کو صنف، عمر، رشتہ، مقام، محرک، مقدمے کی دفعہ اور نتیجے کے لحاظ سے معلومات محفوظ کرنی چاہییں۔

11. موجودہ قانون کا تنقیدی جائزہ

کیا معافی کا قانونی خلا بند ہو گیا؟

2016ء کے بعد یہ کہنا درست نہیں کہ ورثاء کی معافی لازماً قاتل کو آزاد کر دیتی ہے۔ دفعات 309 اور 310 کو دفعہ 311 کے تابع کیا گیا ہے، اور غیرت کے نام یا بہانے سے قتل ثابت ہونے پر عمر قید مقرر ہے۔ یوں حقِ قصاص کی معافی اور ریاستی تعزیر الگ نتائج رکھتے ہیں۔ یہ اصلاح سابقہ نظام کے مقابلے میں نمایاں پیش رفت ہے۔ تاہم خلا قانون کی عبارت سے منتقل ہو کر جرم کی درجہ بندی اور ثبوت میں آ گیا ہے: اگر 'غیرت' کا محرک ثابت نہ ہو تو خصوصی لازمی نتیجہ متوجہ نہیں ہو گا۔

محرک کے ثبوت کا مسئلہ

محرک عموماً براہِ راست دستاویز میں موجود نہیں ہوتا۔ قاتل اقرار نہیں کرتا کہ اس نے غیرت کے نام پر قتل کیا؛ خاندان واقعے کو حادثہ یا خودکشی کہہ سکتا ہے؛ فون ریکارڈ اور دھمکیوں کو محفوظ نہیں کیا جاتا؛ گواہ منحرف ہو سکتے ہیں۔ اس لیے استغاثہ کو واقعاتی شہادت کی مکمل زنجیر بنانا ہوتی ہے: سابقہ دھمکیاں، پسند کی شادی یا تنازع کا ریکارڈ، جرگہ یا خاندانی اجلاس، مقتول کی درخواستیں، ڈیجیٹل رابطے، طبی شہادت اور وقوعے کے بعد ملزم و خاندان کا طرزِ عمل۔ تفتیشی رہنما اصول نہ ہوں تو دفعہ 311 کاغذ پر سخت مگر عدالت میں کم استعمال ہونے والی دفعہ بن سکتی ہے۔

ایف آئی آر اور ریاستی شکایت

چونکہ خاندان اکثر شکایت کنندہ نہیں بنتا، پولیس کی یہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ قابلِ دست اندازی جرم کی اطلاع پر ریاست کی طرف سے کارروائی کرے۔ ایف آئی آر میں دفعہ 302 کے ساتھ متعلقہ حقائق اور دفعہ 311 کی قانونی جہت ابتدا ہی سے واضح ہونی چاہیے؛ اگر مزید تفتیش میں محرک سامنے آئے تو مقدمے کی ڈائری اور رپورٹ میں اسے شامل کیا جائے۔ صرف یہ تکنیکی بحث کہ دفعہ 311 ابتدائی ایف آئی آر میں لکھی گئی یا نہیں، اصل سوال کا متبادل نہیں؛ اہم یہ ہے کہ تفتیش نے فساد فی الارض اور نام نہاد غیرت کے محرک پر شواہد جمع کیے یا نہیں۔

گواہ، استغاثہ اور خاندانی دباؤ

غیرت کے قتل میں چشم دید گواہ عموماً رشتہ دار ہوتے ہیں۔ وہ مالی انحصار، دھمکی، برادری یا خاندانی صلح کے باعث بیان بدل سکتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل قانونِ شہادت کو کمزور کرنا نہیں بلکہ آزاد شواہد مضبوط کرنا ہے: فوری پوسٹ مارٹم، جائے وقوعہ کی محفوظ عکس بندی، فارنزک نمونے، کال ڈیٹا، ڈیجیٹل مواد، سابقہ پولیس درخواستیں اور مجسٹریٹ کے سامنے بروقت بیانات۔ پراسیکیوشن کو ایسے مقدمات کے لیے خصوصی تربیت اور گواہ تحفظ کے فعال نظام کی ضرورت ہے۔

عدالتی صوابدید اور سزا

فساد فی الارض کے عمومی معاملات میں دفعہ 311 عدالت کو حقائق کے مطابق سزا کا دائرہ دیتی ہے، مگر 2016ء کے متن میں غیرت کے نام یا بہانے سے قتل کی سزا عمر قید بیان کی گئی ہے۔ اس سختی کا مقصد خاندانی معافی سے پیدا ہونے والی بے سزائی روکنا ہے۔ اس کے باوجود عدالت کو یہ واضح تحریری نتیجہ دینا چاہیے کہ جرم غیرت کے نام پر کیوں ثابت ہوا یا کیوں نہیں ہوا۔ وجہ کے بغیر درجہ بندی نہ صرف اپیل میں مسئلہ بنتی ہے بلکہ قومی ڈیٹا اور قانونی پالیسی کو بھی غیر معتبر کرتی ہے۔

قصاص و دیت: اصول یا غلط استعمال؟

قصاص و دیت کو مکمل طور پر ذمہ دار ٹھہرانا علمی طور پر درست نہیں۔ قصاص جان کی مساوی قدر اور منظم عدالتی بدلے کا اصول ہے؛ دیت اور معافی نزاع کے خاتمے اور رحم کی گنجائش فراہم کرتے ہیں۔ مسئلہ وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں خاندانی طاقت کو آزاد رضامندی سمجھ لیا جائے، ریاست اجتماعی حق استعمال نہ کرے، یا قتل کو نجی تنازع بنا دیا جائے۔ 2016ء کی ترمیم اسی لیے اصول کو منسوخ نہیں کرتی بلکہ معافی کے بعد بھی تعزیر برقرار رکھتی ہے۔ زیادہ مناسب تنقید یہ ہے کہ پاکستانی نظام کو عفو و صلح کی رضاکارانہ نوعیت جانچنے اور فساد فی الارض نافذ کرنے کے لیے بہتر ادارہ جاتی طریقے درکار ہیں۔

قانون اور سماجی ساخت

سخت سزا ضروری پیغام دیتی ہے، لیکن جرم کی سماجی تیاری قانون سے پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ عورت کی شادی، نقل و حرکت، تعلیم، فون اور جائیداد پر کنٹرول؛ خاندان کی عزت کو عورت کے جسم سے جوڑنا؛ اور جرگے یا برادری کا دباؤ قتل کے لیے ماحول بناتے ہیں۔ اگر متاثرہ شخص کو دھمکی کے مرحلے پر محفوظ مقام، قانونی مدد اور

فوری پولیس ردِ عمل نہ ملے تو فوجداری قانون صرف موت کے بعد حرکت میں آتا ہے۔ مؤثر پالیسی کو روک تھام، تحفظ، تفتیش اور سزا کے چاروں مراحل جوڑنے ہوں گے۔

12. آئینی اور بین الاقوامی انسانی حقوق کا تناظر

آئینِ پاکستان کی دفعات 8، 9، 14 اور 25 بالترتیب بنیادی حقوق سے متصادم رسم کی بے اثری، زندگی و آزادی، انسانی وقار اور مساوات کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ غیرت کے نام پر قتل ان تمام ضمانتوں کو بیک وقت متاثر کرتا ہے۔ اگر ریاست معلوم خطرے کے باوجود تحفظ نہ دے، موت کی آزادانہ تفتیش نہ کرے یا خاندانی دباؤ کے سامنے مقدمہ ختم ہونے دے تو مسئلہ صرف ایک فرد کے جرم تک محدود نہیں رہتا بلکہ ریاستی حفاظتی ذمہ داری بھی زیرِ سوال آتی ہے۔

عالمی منشورِ انسانی حقوق کی دفعہ 3، بین الاقوامی عہد نامہ برائے شہری و سیاسی حقوق کی دفعہ 6 اور CEDAW خواتین کے خلاف امتیاز و تشدد کے خاتمے کی سمت ریاستی ذمہ داری کو مضبوط کرتے ہیں۔ یہ بین الاقوامی معیار اسلامی حرمتِ جان سے بنیادی تصادم نہیں رکھتے۔ دونوں فریم ورک اس امر پر متفق ہیں کہ ثقافت یا خاندان انسانی جان کے خاتمے کا جواز نہیں، اور ریاست کو مناسب قانون کے ساتھ مؤثر تفتیش، سزا اور تحفظ فراہم کرنا ہو گا۔

13. بحث

تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ پاکستانی قانون نے 2004ء سے 2016ء تک بتدریج تین اہم تبدیلیاں کیں: غیرت کے قتل کو الگ قانونی توجہ دی، ملزم کے بطور ولی مفاد کو محدود کیا، اور معافی کے باوجود ریاستی تعزیر کو سخت کیا۔ یہ ارتقا اس تصور سے دوری کی علامت ہے کہ خاندان اپنی عزت کے معاملے میں خود سزا دے سکتا ہے۔ سپریم کورٹ کی جدید تعبیر بھی حقِ حیات اور صنفی جبر کو مرکز میں رکھتی ہے۔

اس کے باوجود قانونی مؤثریت کو صرف دفعہ 311 کی عبارت سے نہیں ناپا جا سکتا۔ قانون اس مقدمے پر سخت اثر ڈال سکتا ہے جو درست طور پر درج، اچھی طرح تفتیش اور مستقل مزاجی سے چلایا جائے؛ مگر وہ واقعہ جسے خاندان نے دفن کر دیا، جس کا پوسٹ مارٹم نہ ہوا یا جس کے گواہ محفوظ نہ رہے، قانونی اصلاح کے دائرے تک نہیں پہنچتا۔ اس لیے غیرت کے قتل کے خلاف ریاستی جواب کا کمزور ترین حلقہ اکثر سزا نہیں بلکہ شناخت، رپورٹنگ اور ثبوت ہوتا ہے۔

قصاص و دیت اور خواتین کے حقوق کو باہم متضاد سمجھنا بھی مسئلے کو سادہ بنا دیتا ہے۔ قرآن کا قصاص زندگی کی حفاظت کے لیے ہے، اور معافی رحم کی گنجائش ہے۔ غیرت کے قتل میں ضرورت اس بات کی ہے کہ رحم کا حق قاتل کے خاندان کی بے سزائی کا ہتھیار نہ بنے۔ فساد فی الارض اور تعزیر اسی توازن کا قانونی وسیلہ ہیں۔ لہٰذا اصلاح کا درست رخ قصاص و دیت کو ختم کرنے کے بجائے معافی کی رضاکارانہ نوعیت، ریاستی حق، شفاف تفتیش اور عدالتی جواب دہی کو مضبوط کرنا ہے۔

14. نتائج

اول، غیرت کے نام پر کسی شخص کو قتل کرنا قانون کے مطابق قتلِ عمد ہے۔ اسلام، آئین پاکستان اور ملکی فوجداری قانون میں اس قتل کی کوئی اجازت یا گنجائش موجود نہیں۔

دوم، قصاص و دیت کے قانون کا اصل مقصد انصاف قائم کرنا، انسانی جان کا تحفظ کرنا اور مخصوص حالات میں معافی یا صلح کی اجازت دینا ہے۔ اس قانون کو ذاتی انتقام لینے یا خاندان کے اختیار کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

سوم، 2016ء میں ہونے والی قانونی ترمیم کے بعد غیرت کے نام پر قتل کو فساد فی الارض میں شامل کیا گیا۔ دفعہ 311 کے تحت ایسے مقدمات میں عمر قید کی سزا مقرر کی گئی، جس سے خاندان کی طرف سے معافی یا صلح کے اثر کو کافی حد تک محدود کر دیا گیا۔

چہارم، یہ خصوصی سزا اسی وقت دی جا سکتی ہے جب عدالت میں قابلِ اعتماد شواہد سے یہ ثابت ہو کہ قتل واقعی غیرت کے نام پر کیا گیا تھا۔

پنجم، قانون کے مؤثر نفاذ میں کئی مشکلات موجود ہیں۔ ان میں واقعات کی کم رپورٹنگ، ناقص پوسٹ مارٹم، مقدمے میں غلط قانونی دفعات لگانا، خاندانی گواہوں کا اپنے بیان سے پھر جانا اور مقدمات کا مکمل اور منظم ڈیٹا موجود نہ ہونا شامل ہیں۔

موجودہ قانونی نظام ماضی کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہے، لیکن صرف سخت قانون بنانا کافی نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خطرے میں موجود شخص کو قتل سے پہلے تحفظ ملے، قتل کے بعد تفتیش خاندان کے دباؤ سے آزاد ہو، استغاثہ غیرت کے محرک کو ثابت کر سکے اور خاندان کی معافی کے باوجود عدالت ریاست اور معاشرے کے حق کو سامنے رکھ کر سزا دے۔ جب تک ان تمام پہلوؤں پر مؤثر عمل نہیں ہو گا، سخت سزا کا اثر بھی محدود رہے گا۔

سفارشات

- غیرت کے نام پر قتل کے مقدمات کی تفتیش کے لیے پولیس اور پراسیکیوشن کا مشترکہ طریقۂ کار بنایا جائے۔ اس میں قتل کے محرک، سابقہ دھمکیوں، پسند کی شادی، جرگے کے کردار، ڈیجیٹل شواہد، پوسٹ مارٹم رپورٹ اور خاندان کے باہمی مفادات کی لازمی جانچ شامل ہو۔
- جن خودکشیوں یا حادثاتی اموات کے پیچھے خاندانی تنازع، پسند کی شادی یا غیرت کا شبہ موجود ہو، ان کی آزادانہ میڈیکولیگل جانچ کرائی جائے اور تفتیش کسی سینئر پولیس افسر کی نگرانی میں مکمل کی جائے۔
- غیرت کے نام پر قتل کے تمام مقدمات کا قومی سطح پر ڈیجیٹل ریکارڈ قائم کیا جائے، جس میں ایف آئی آر سے حتمی اپیل تک تمام تفصیلات شامل ہوں۔ اس ریکارڈ میں مقتول کی جنس و عمر، ملزم سے رشتہ، ضلع، محرک، قانونی دفعات، صلح، دفعہ 311 کا اطلاق، سزا اور مقدمے کی مدت درج کی جائے۔
- معافی یا صلح کی منظوری سے پہلے ہر قانونی وارث کا الگ اور آزادانہ بیان بند کمرے میں ریکارڈ کیا جائے۔ اگر کسی وارث پر معاشی دباؤ، دھمکی یا ملزم کا اثر ہو تو اسے قانونی معاونت اور ریاستی وکیل فراہم کیا جائے۔ نابالغ وارثوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے غیر جانب دار سرپرست مقرر کیا جائے۔
- عدالت اپنے فیصلے میں واضح طور پر بیان کرے کہ آیا قتل میں غیرت کا محرک اور فساد فی الارض ثابت ہوا ہے یا نہیں۔ اس نتیجے کی وجوہ، دستیاب شواہد اور متعلقہ قانونی بنیاد بھی فیصلے میں درج کی جائے۔
- گواہوں کے تحفظ کے قوانین کو صرف کاغذی کارروائی تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ ان کے لیے باقاعدہ بجٹ، محفوظ رہائش، شناخت کا تحفظ اور مقدمے کے دوران مالی معاونت فراہم کی جائے، کیونکہ خاندانی دباؤ کی وجہ سے گواہوں کا منحرف ہونا عام مسئلہ ہے۔
- خطرے سے دوچار خواتین اور بالغ جوڑوں کے تحفظ کے لیے فوری حفاظتی احکامات، محفوظ پناہ گاہیں، ہیلپ لائن، مفت قانونی امداد اور مختلف اضلاع کی پولیس کے درمیان مؤثر رابطے کا نظام قائم کیا جائے۔
- علماء، وکلاء، میڈیا اور تعلیمی اداروں کے ذریعے یہ شعور عام کیا جائے کہ قصاص عدالت کے ذریعے نافذ ہونے والا قانونی حق ہے، ذاتی انتقام نہیں۔ ساتھ ہی ہر سال مقدمات، سزایابی کی شرح، تفتیش کے معیار اور عدالتی نتائج کا آزادانہ جائزہ شائع کیا جائے، کیونکہ صرف گرفتاریوں یا ایف آئی آر کی تعداد کو کامیابی نہیں سمجھا جا سکتا۔

حوالہ جات

1۔ القرآن الکریم۔ سورۃ البقرۃ:178–179؛ سورۃ النساء:135؛ سورۃ المائدہ:32؛ سورۃ الاسراء:33؛ سورۃ النور:4۔

2۔ البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری، کتاب الدیات۔

3۔ مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم، کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات۔

4۔ پاکستان۔ (1973 / 2025)۔ آئینِ اسلامی جمہوریہ پاکستان، بالخصوص دفعات 8، 9، 14 اور 25۔ قومی اسمبلی پاکستان۔ https://na.gov.pk/uploads/documents/6926e060076ed_467.pdf

5۔ پاکستان۔ (1860)۔ تعزیراتِ پاکستان، 1860ء، بالخصوص دفعات 299–311 اور 338-ای۔ وزارتِ قانون و انصاف، پاکستان کوڈ۔ https://pakistancode.gov.pk/english/UY2FqaJw1-apaUY2Fqa-apaUY2Npa5lo-sg-j

6۔ پاکستان۔ (1898)۔ ضابطۂ فوجداری، 1898ء، دفعہ 345 اور شیڈول دوم۔

7۔ پاکستان۔ (1990)۔ فوجداری قانون (دوسری ترمیم) آرڈیننس، 1990ء (VII of 1990)، PLD 1990 Central Statutes 110۔

8۔ پ اکستان۔ (2005)۔ فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ، 2004ء (Act I of 2005) ۔ گزٹ آف پاکستان۔

9۔ پاکستان۔ (2016)۔ فوجداری قانون (غیرت کے نام یا بہانے سے جرائم) ترمیمی ایکٹ، 2016ء (Act XLIII of 2016)۔ قومی اسمبلی پاکستان۔
https://www.na.gov.pk/uploads/documents/1475762285_283.pdf

10- Human Rights Commission of Pakistan. (2024). State of Human Rights in 2023. Lahore: HRCP. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-State-of-human-rights-in-2023-EN.pdf

11- Human Rights Commission of Pakistan. (2025). State of Human Rights in 2024. Lahore: HRCP. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2025-State-of-Human-Rights-in-2024-REV.pdf

12- Human Rights Commission of Pakistan. (2025, May 1). Rising militancy and democratic backsliding mark 2024. https://hrcp-web.org/hrcpweb/rising-militancy-and-democratic-backsliding-mark-2024/

13- Khan, A. (2020). 'Honour' Killings in Pakistan: Judicial and Legal Treatment of the Crime: A Feminist Perspective. LUMS Law Journal, 7(1), 74–104. https://sahsol.lums.edu.pk/sites/default/files/2024-05/%E2%80%98Honour%E2%80%99%20Killings%20in%20Pakistan%20Judicial%20and%20Legal%20Treatment%20of%20the%20Crime%20A%20Feminist%20Perspective.pdf

14- Wasti, T. H. (2010). Honour Killing in Pakistan: New Law, Old Notions. South Asian Studies, 25(2), 361–411.

https://pu.edu.pk/images/journal/csas/PDF/11-%20Dr.%20Tahir%20H.%20Wasti.pdf

15- Shahid, A., Awan, M. H., & Rana, F. A. (2024). Honour Killings in Pakistan: Legal Perspectives and Reforms. Qlantic Journal of Social Sciences, 5(1), 134–140. https://doi.org/10.55737/qjss.547319279

16- Kanwal, S. (2021). Honor Killing: A Case Study of Pakistan. Journal of Law & Social Studies, 3(1), 36–43. https://doi.org/10.52279/jlss.03.01.3843

17- Welchman, L., & Hossain, S. (Eds.). (2005). 'Honour': Crimes, Paradigms, and Violence Against Women. London: Zed Books.

18- United Nations. (1948). Universal Declaration of Human Rights, Article 3. https://www.un.org/en/about-us/universal-declaration-of-human-rights

19- United Nations. (1966). International Covenant on Civil and Political Rights, Article 6. https://www.ohchr.org/en/instruments-mechanisms/instruments/international-covenant-civil-and-political-rights

20- United Nations. (1979). Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women. https://www.ohchr.org/en/instruments-mechanisms/instruments/convention-elimination-all-forms-discrimination-against-women

21۔ فیڈریشن آف پاکستان بنام گل حسن خان، PLD 1989 Supreme Court 633۔

22۔ محمد اکرم خان بنام ریاست، PLD 2001 Supreme Court 96۔

https://lpr.adb.org/sites/default/files/resource/1113/khan-v-the-state-pld-2001-sc-96.pdf.pdf

23۔ محمد علی مہار و دیگر بنام ریاست، 2024 SCMR 1584، Criminal Petition No. 201-K of 2023، فیصلہ مؤرخہ 11 جون 2024ء۔

24۔ غلام یٰسین بنام ریاست، PLD 1994 Lahore 392۔

25۔ شوکت الٰہی بنام جاوید اقبال و دیگر، 2010 SCMR 966 ۔